بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزنامہ الفضل قادیان

جلد ۳۲ | ۱۴ ماہ وفا ۱۳۲۳ ش | ۲۲ رجب ۱۳۶۳ھ | ۱۴ جولائی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۶۳

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۱۲ ماہ وفا- آج سات بجے شام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آج حضور نے حسب معمول قرآن کریم کا درس دیا- اور درس کے بعد فرمایا- سردرد کی تکلیف ہے- اور طبیعت نزلہ کی طرف مائل ہے- احباب حضور کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

قادیان ۱۲ ماہ وفا- حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو آج تکلیف زیادہ رہی- بخار ۱۰۲ کے قریب ہے نزکام شدید ہے اور سارے جسم میں سخت درد اور بے چینی ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا کریں۔

بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت بھی ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا اللہ تعالےٰ کی حالت ویسی ہی ہے۔ دعا کی جائے۔

مکرم قاضی رشید احمد صاحب ارشد نے نظارت علیا سے تبدیل ہو کر نظارت دعوۃ و تبلیغ میں معاون ناظر

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۲۲ رجب ۱۳۶۳ھ

اِنعامِ خلافت کو کھیل بنایا جا رہا ہے

اسلام میں خلافت خدا تعالےٰ کا بہت بڑا انعام ہے- اتنا بڑا انعام کہ خدا تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا- کہ خدا کا ان لوگوں سے وعدہ ہے جو ایمان لائے تم میں سے اور اچھے عمل کئے۔ کہ ضرور خلیفہ بنائے گا۔ اُن کو زمین میں- جیسا کہ اس نے خلیفہ بنایا ان سے پہلے لوگوں کو- اور ضرور قائم کر دے گا ان کے دین کو ان کے لئے جو پسند کیا اللہ نے ان کے لئے- اور بدل دیگا۔ ان کے خوف کو امن سے- گویا ایمان لاتے والوں اور اچھے عمل کرنے والوں سے خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے- کہ وہ ان میں سے خلفاء بنائیگا- جن کا کام یہ ہوگا- کہ وہ خدا تعالےٰ کے پسندیدہ دین کو قائم کریں گے۔ اور وہ ان کے لئے خوف کو امن سے بدل دے گا- لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں نے اسلام کے دوسرے اہم احکام کی طرح مسئلہ خلافت کو بھی بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے

کچھ عرصہ ہوا جب مسلمانوں نے گاندھی جی کی رہنمائی اور ہندوؤں کی امداد سے ٹرکی کی نام نہاد خلافت کی حمایت شروع کی تھی- لیکن نتیجہ یہ ہوا- کہ ایک طرف تو مسلمانوں کو بیشمار مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا- اور دوسری طرف یہ نام کی خلافت بھی صفحۂ عالم سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی- اور خود ان لوگوں نے مٹا دی جن کی حمایت کے لئے ہندوستان میں مجلس خلافت قائم کی گئی تھی

اب پھر یہ کھیل کھیلنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں- اور "تحریکِ خلافت" کے نام سے بڑے بڑے پوسٹر اور اعلانات اخبارات میں شائع کر کے حصول زر کا میدان تیار کیا جا رہا ہے۔

ان اعلانات میں "مقامِ خلافت" "خلیفہ کے اوصاف" اور خلیفہ کے تقرر کا وعدہ کیا گیا ہے

مقام خلافت کے متعلق تو لکھا ہے- کہ کوہستان سلیمان کے دامن میں جس کے ایک طرف صوبہ سندھ۔ دوسری طرف بلوچستان تیسری طرف پنجاب- چوتھی طرف صوبہ سرحد ہے۔ تحریک کا مرکز بنایا گیا- اور اس مرکزی جگہ کا نام دار الخلافت رکھا گیا ہے۔" اس کے بعد اعلان کیا گیا ہے۔ کہ "مرکز میں ایک خلیفہ مقرر کیا جائیگا" اور خلیفہ کے لئے جو اوصاف ضروری قرار دئے گئے ہیں وہ یہ ہیں- "شریف ہمدرد- احکام الٰہی پہنچانے میں نڈر پابند شریعت و عربی النسل"

(انقلاب ۱۰ر جولائی)

یہ اور اسی قسم کے اور "مطالبات" بھی مرتب کر لئے گئے ہیں- مگر یہ نہیں بتایا گیا- کہ عبد الرشید انصاری جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں خود کیا ہیں- اور دار الخلافت بلکہ خود خلیفہ مقرر کرنے کی اہلیت ان میں کہاں سے آئی ہے- حقیقت یہ ہے- کہ مسلمانوں کو احمق بنا کر لوٹنے کا یہ ایک نیا ڈھنگ اختیار کیا جا رہا ہے- لیکن سوال یہ ہے- کہ مسلمان کب تک لٹتے رہیں گے- اور کب ان کی آنکھیں کھلیں گی- جب حقیقت اور بناوٹ میں امتیاز کر سکیں گے۔

تعجب تو شہباز ایسے اخبار پر ہے جو اس قسم کی مضحکہ خیز اور عوام کو سخت نقصان پہنچانے والی تحریکات محض اس لئے شائع کر رہا ہے۔ کہ اُسے چند روپے بطور اجرت اشتہار وصول ہو جائیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف "ویر بھارت" کے مضامین

(۲)

گذشتہ پرچہ میں اخبار "ویر بھارت" کی اصول پرستی اور اپنے مذہب و قوم سے وفاداری پر کسی قدر روشنی ڈالی جا چکی ہے- اب اس سلسلہ میں صرف اتنی اور گذارش ہے- کہ وہ "ستیارتھ پرکاش" جس کے متعلق "ویر بھارت" نے اپنی خاص اغراض کے ماتحت یہاں تک لکھدیا- کہ "جس طرح عیسائیوں کو بائبل اور مسلمانوں کو قرآن پیارا ہے- اسی طرح ہمیں ستیارتھ پرکاش پیاری ہے۔" اسے سناتن دھرمی دنیا میں کس نظر سے دیکھا جاتا ہے- اور سناتنی ودوان اس سے کس قدر نالاں ہیں-

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے اور وہ ایک ہی اتنا جامع اتنا مکمل اور ایسا ذمہ وارانہ ہے- کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور حوالہ کی ضرورت ہی نہیں سناتن دھرم ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کا شائع کردہ ایک ٹریکٹ "سوامی دیانند سرسوتی کے جیون سے چند ضروری باتیں" ہے- جس میں لکھا ہے:-

"جب سے آریہ سماج کا جنم ہوا ہے- بھارت میں مذہبی جنگ زور شور سے شروع ہو گئی ہے- اور تو اور خود ہندوؤں میں اس فرقے نے ایسا پھوٹ کا بیج ڈالا ہے- جو اس وقت ایک بڑے درخت کی شکل میں نمودار ہو چکا ہے- آریہ سماج کے پانچویں وید ستیارتھ پرکاش کو اٹھا کر دیکھو- سوائے چند صفحات کے تمام کی تمام پستک ہندوستان کے تمام مذاہب کے خلاف حملے کرنے میں سیاہ کی گئی ہے- ہندو دھرم کے مایہ ناز مہرشی وید بیاس جی کو قصائی- بیرحم- پیدا ہوتے ہی مر کیوں نہ گیا- لال بجھکڑ وغیرہ ناموں سے یاد کر کے اس کے مصنف نے اپنی تہذیب اور لیاقت کا ثبوت دیا ہے- کبیر بھگت- گورو نانک دیو جی- دادو- مادھو آچاریہ جی جیسے مہاپرشوں کو دنبھی اور دھوکہ باز کہا گیا ہے- شریمد بھاگوت کی کئی متبرک کتھاؤں کو توڑ مروڑ کر لوگوں کو گمراہ کرنیکی کوشش کی گئی ہے- غرضیکہ ہندوؤں کا کوئی مہاپرش ایسا نہیں- جو سوامی جی کے حملوں سے بچ سکا ہو- آریہ سماج کو ایسی منافرت پھیلانے والی کتاب پر ناز ہے۔"

ایڈیٹر:- غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا-

یہ ٹریکٹ لکھنے اور شائع کرنے والے سناتن دھرم کے ذمہ دار اصحاب کو کیا معلوم تھا۔ کہ ایک دن وہ بھی آنے والا ہے جب سناتن دھرم کی نمائندگی کا دعوے کرنے والے اور سناتنی اصحاب کے سرمایہ سے جاری ہونے والے اخبار "ویر بھارت" کا سٹاف آریوں سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر "ایسی منافرت پھیلانے والی" اور ہندوؤں کے تمام مہاپرشوں پر حملے کرنے والی کتاب پر ناز کرے گا۔ اور اسے الہامی کتابوں کے پایہ کی قرار دے گا۔ حالانکہ خود آریہ بھی یہ نہیں کہتے۔ اور کہہ بھی کس طرح سکتے ہیں۔ الہامی تو ان کتب کو کہا جاتا ہے جنہیں خدا اور ایشور کا کلام یقین کیا جاتا ہے۔ لیکن ستیارتھ پرکاش تو آریوں کے سوامی دیانندجی نے لکھی۔ مگر "ویر بھارت" کو اس سے کیا۔ اسے تو اپنی اغراض کے لئے آریوں کو خوش کرنا تھا۔ اس کے لئے اس نے ایسا ادعا کیا جو سراسر باطل ہے۔ اور جس کی سناتن دھرم بہت بڑی زد پڑتی ہے جس اخبار کا اپنے مذہب اور اپنی قوم کے متعلق طریق عمل اس قدر معیوب اور اتنا قابل نفرت ہو۔ اسکا جماعت احمدیہ کے خلاف فضول گوئی کا کام لینا

مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحب کی صحت کے لئے درخواستِ دعا

بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جناب سید محمود اللہ شاہ صاحب امیر جماعت احمدیہ نیروبی برادر خورد جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سخت بیمار ہیں۔ تار کے الفاظ یہ ہیں۔ Serious heart trouble یعنی دل کی سخت تکلیف۔ احباب جماعت ان کی صحت و عافیت کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ اور یہ بھی دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ خیر و عافیت کے ساتھ دارالامان پہنچائے۔

یوم تبلیغ برائے غیر مسلم اصحاب

۱۶ جولائی ۱۹۴۴ء بروز اتوار یوم التبلیغ برائے غیر مسلم اصحاب مقرر ہے۔ احباب ابھی سے تیاری کریں۔ اور وہ دن غیر مسلم اصحاب میں تبلیغ پر صرف کریں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا:۔ (۱) خواجہ محمد شفیع صاحب چکوالی کلکتہ کی ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں (۲) اللہ دتا صاحب چک ۱۶۱ مراد ریاست بہاولپور بعض مشکلات میں ہیں (۳) قاضی محمد نورالدین صاحب اجملؔ گولیکی ضلع گجرات کا لڑکا عبد الشکور بیمار ہے (۴) پیر نذیر احمد صاحب آف گولیکی ضلع گجرات محاذ جنگ پر ہیں۔ سب کے لئے دعا کی جائے۔

ولادت:۔ (۱) مولوی عبد المالک خان صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ متعینہ حیدر آباد دکن کے ہاں لڑکا تولد ہوا بچہ و زچہ بیمار ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (۲) مرزا محمد حسین صاحب چٹھی مسیح جالندھر چھاؤنی کے ہاں لڑکا ہوا نام ظفر احمد رکھا گیا۔ صحت و درازئ عمر کے لئے دعا کی جائے۔

وفات:۔ حکیم عبد الرحمٰن صاحب قریشی ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ کی نواسی ناصرہ بیگم ۶ جولائی کو فوت ہوگئی۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

دعائے نعم البدل۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے (سابق مہر سنگھ) قادیان کا ایک سالہ بچہ فوت ہوگیا۔ احباب دعائے نعم البدل کریں۔

اطلاع:۔ لکھنؤ سے سید ارشد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص پستہ قد۔ گندمی رنگ بھری ہوئی ڈاڑھی کشمیر کی طرف کا رہنے والا اپنے آپ کو مصیبت زدہ ظاہر کرکے دھوکہ سے امداد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یوپی کی احمدی جماعتیں اس سے ہوشیار رہیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء مطابق ۱۳۲۳ ہش

احباب سے درخواست ہے کہ آئندہ جلسہ سالانہ کی تقاریر کے لئے مضامین تجویز فرما کر ناظر دعوت و تبلیغ کو مطلع فرمائیں۔ تا ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خدام امتحان نظام نو میں ضرور شامل ہوں۔ (مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دس سالہ حساب کن اصحاب کا بنایا جاتا ہے

تحریک جدید کے پہلے دَور میں حصہ لینے والا ہر مجاہد نوٹ کرلے۔ کہ دس سالہ حساب ان اصحاب کا بنایا جاتا ہے۔ جن کا سال دہم کا چندہ وصول ہوجائے۔ جن کا اس سال کا چندہ ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ ان کا دس سالہ حساب ابھی نہیں بنایا گیا۔ پس ایسے احباب اس سال کا چندہ ۳۱ جولائی تک ادا کردیں۔ تا نہ صرف ان کا دس سالہ حساب مکمل ہوجائے۔ اور ان کا نام حضرت اقدس کے حضور دعا کے لئے بھی پیش کیا جائے۔ بلکہ ان کو حضور کی دستخطی چٹھی بھی لینے کا حق ہوجائے۔ پس آپ اپنا سال دہم کا چندہ ۳۱ جولائی تک ادا کرنے کا ابھی سے ماحول پیدا کریں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جن کا سال دہم کا چندہ تو وصول ہو۔ مگر کسی سال میں بقایا یا کوئی سال خالی ہو۔ جس کی ان کو اطلاع دی جارہی ہے۔ تاکہ اگر کسی کا اخلاص اور ایمان کہتا ہو۔ کہ تحریک جدید کے دس سالہ جہاد میں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزاری فوج کا لشکر ہے شامل ہونا ہے اور ضرور ہونا ہے۔ تو وہ اپنا بقایا یا خالی سال کا چندہ ادا کردیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں۔ جو صرف یہ لکھ دینا کافی خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم نے سارا چندہ ادا کردیا ہے۔ ایسے احباب یاد رکھیں کہ ان کے اس لکھ دینے سے وصولی نہیں لکھی جاسکتی۔ جب تک وہ دفتر محاسب کی رسید کا نمبر و تاریخ نہ دیں۔ پس مزید پڑتال کرانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ لوکل انجمن کی رسید کا نمبر و تاریخ نہیں۔ بلکہ دفتر محاسب کی رسید کا نمبر و تاریخ دیں۔ تب پڑتال کی جائے گی۔ اگر آپ نمبر و تاریخ نہیں دے سکتے۔ تو براہ مہربانی چندہ ادا کریں۔ تا آپ کے دس سال پورے ہوجائیں۔ اور آپ کا نام پانچ ہزاری فوج میں آجائے۔

(فنانشل سیکرٹری تحریک قادیان)

فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء

پچھلے سال مجلس مشاورت میں فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ہر سیکرٹری مال ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں ایک فہرست دفتر بہشتی مقبرہ کو ارسال کیا کریں۔ کہ فلاں فلاں موصی نے اتنی رقم فلاں تاریخ کو ادا کردی ہے۔ جو کہ فلاں تاریخ کو فلاں کوپن نمبر کے ماتحت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردی ہے۔ اس لسٹ میں موصی کا نمبر وصیت اور نام کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ غلط اندراج کی ذمہ واری سیکرٹریان مال پر ہوگی۔ لیکن بہت افسوس کی بات ہے۔ کہ اس امر کی تعمیل بہت کم جماعتیں کررہی ہیں۔ مقامی جماعتیں تو اپنے آپ کو اس کا مخاطب ہی نہیں سمجھتیں اس لئے اس فیصلہ کی تعمیل میں ہر جماعت جلد تر نقشہ ماہ جولائی ۱۹۴۴ء بنا کر ارسال کریں۔ جس میں مندرجہ بالا شرائط پائی جائیں۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں

از جناب سید امجد علی صاحب سیالکوٹ

مخدوم و محترم بندہ جناب مولوی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض ہے کہ ۱۴ جون ۱۹۴۴ء کے اخبار "پیغام صلح" میں جناب نے میری تحریر پر کچھ تبصرہ فرمایا ہے۔ میری تحریر کا منشاء مستفسر اصحاب کو جواب عرض کرنا تھا۔ لیکن جناب کے تبصرہ کا منشاء صرف مجھے میری کسی مزعومہ غلطی پر متنبہ کرنا ہی نہیں۔ بلکہ قارئین "پیغام صلح" کو کچھ سامان غور کے لئے مہیا کرنا ہے۔ جس کی روشنی میں میری تحریر کو دیکھا جانا چاہیئے۔ چونکہ کسی حق امر کی تحقیق میں تعصب نہ ہونا چاہیئے۔ نہ ضد چاہیئے بلکہ قارئین کے سامنے معاملہ کے دونوں پہلو ہوں۔ اس لئے کیا میں امید کرسکتا ہوں۔ کہ میری عرضداشت بھی "پیغام صلح" کے قارئین تک پہنچا دی جائے گی۔ میں بارہا عرض کرچکا ہوں۔ کہ میری تبدیلی کی وجوہ میں سے ایک بڑی وجہ دونوں فریقوں میں صلح کی کوشش میں ناکامی اور فریق لاہور کا صلح کے خیال پر آمادہ نہ ہونا ہے۔ پس میں انشاء اللہ کوئی ایسا کلمہ نہیں لکھونگا۔ جو کسی دلآزاری کا باعث ہو۔ میں نے لمبے عرصہ تک جن دوستوں کا ساتھ دیا ان کا مجھ پر اور میرا ان پر حق ہے کہ ایک دوسرے کو پورے طور پر بصورت اختلاف سمجھنے میں ہر آمادگی اور سہولت بہم پہنچائیں جس کے لئے میں ممنون ہوں گا۔

سب سے پہلے جناب نے عنوان پر اعتراض فرمایا ہے۔ یعنی "میرے جماعت احمدیہ میں شمولیت کے وجوہ" اس کے متعلق تو صرف اتنا عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ عنوان میرا تجویز کردہ نہیں۔ میں نے صرف مضمون بھیجا تھا۔ عنوان ایڈیٹر صاحب الفضل کا اپنا تجویز کردہ ہے۔ میں خود اس میں تذلیل کا پہلو محسوس کرتا ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں۔ کہ ایڈیٹران اخبارات کا دائرہ اختیار بہت وسیع ہے۔ اس کے خلاف نہ کسی کی داد نہ فریاد۔ اگرچہ میرے مضمون کے ابتدائی الفاظ سے عنوان لیتے تو صحیح ہوتا۔ لیکن اس گروہ کے اختیارات اور پریس والوں کی تحریریں بے اعتنائی ضرب المثل ہے۔ اس کی شکائت بھی جرم ہوجاتا ہے۔ نفس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں (وہ بھی اس قطع و برید کو مدنظر رکھ کر جو مضمون کی طوالت کو کم کرنے کے لئے کی گئی ہو۔ جس کا اثر اس مضمون کے نفس مطلب پر نہیں پڑا۔ اس لئے مجھے شکائت نہیں مگر ہوسکتی ہے)[1]

جناب نے میرے بیان کردہ پانچ وجوہ کو میری کتاب تحقیق حق کے خلاف ظاہر کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ دو امور اس میں قابل غور ہیں۔

اوّل۔ اس میں شبہ نہیں کہ جماعت قادیان کے ساتھ میری شمولیت ایک تبدیلی ہے۔ ہر شخص مجھ سے تبدیلی کی وجوہ پوچھ سکتا ہے۔ اور اس کے حسن و قبح پر روشنی ڈال سکتا ہے۔ مگر تبدیلی کو غلط کاری کی دلیل کے طور پر پیش کرنا خلاف اصول بلکہ ایک دھوکا ہے۔

دوم۔ آپ سب لوگ زور سے اس امر کا اعلان فرما رہے ہیں۔ کہ میں نے نظام میں شمولیت اختیار کی ہے۔ عقائد میں تبدیلی نہیں کی۔ حضرت مولوی صاحب نے خطبوں میں اس کا اظہار کیا ہے۔ دوسری طرف آپ اس تبدیلی کو تبدیلی عقائد قرار دے کر میرے عقائد کو میرے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور مجھ سے ان کی تردید کے وجوہ پوچھتے ہیں۔ کیا ایک وقت میں یہ دونوں طریق عمل درست ہوسکتے ہیں۔

یہ دونوں راستے غلط ہیں۔ میں جناب کی توجہ صحیح طریق کی طرف دلاتا ہوں۔ میرا بیان تھا۔ کہ عقائد میں اختلاف زیادہ تر الفاظ میں ہے۔ نہ کہ ان الفاظ کے نیچے جو حقیقت ہے اس کی کیفیت کے متعلق عمل میں جماعت قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشا کو زیادہ پورا کرتی ہے۔ یعنی جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے بالکل الگ رکھنا۔ اور اس کو نصرت الٰہی کا ذریعہ قرار دینا۔ احباب لاہور الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصطلاحوں سے زیادہ قریب استعمال کرتے ہیں۔ مگر عمل اس کے نتیجہ میں حضرت کے منشاء کے خلاف کرتے ہیں۔ یعنی دوسرے مسلمانوں میں جذب ہوجانے اور اس نصرت سے محروم ہوجانے کی روش۔ یہ بحث میرے خیال میں اسلام میں شریعت اور طریقت یا حقیقت کے جھگڑے کے عین مشابہ ہے۔ گرامی مرحوم کی اصطلاح میں اگر تعلقات عباد کے پہلو کے غلبہ کو شہر اور تعلق باللہ کے غلبہ کو عشق کے نام سے تعبیر کردیا جائے۔ تو یہ مسئلہ اس ایک شعر سے اپنے تمام پہلوؤں اور اختلافات کی تشریح کردیتا ہے۔

حکم عشق است کہ از اہل ریا بگریزم
آنچہ در شہر حلال است حرام است اینجا

(۱) قومیت متحدہ کے قیام کے لئے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے اصول پر قرآن کریم پر جمع ہوجانے کی تلقین (۲) اور اللہ تعالےٰ سے نصرت حاصل کرنے کے مقام پر ان تعلقات کا بکل ترک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب و منشاء ہے۔

جماعت احمدیہ قادیان امر اول میں گو کفر و اسلام کے الفاظ کے استعمال حقیقی و ظاہری میں فرق کرتی ہے۔ مگر نتیجہ کو تسلیم کرتی ہے۔ لیکن جماعت لاہور امر دوئم کو شہری زندگی پر قربان کرتی ہے جو مامورین کے اس دنیا میں آنے کی اصل غرض ہوتی ہے یعنی تزکیہ نفس جس میں پہلے لوگوں کو کلی ترک کرنا لازمی ہوتا ہے÷

میری کتاب تحقیق حق امر اول کے رنگ میں تحریر شدہ ہے۔ لیکن دوسرے رنگ کی حقیقت کے اظہار سے خالی نہیں۔ اس روشنی میں میری تبدیلی کی وجوہ تلاش کرنے کی درخواست کے بعد جناب کے باقی اعتراضات کے متعلق کچھ تفصیل بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اگر جناب کو میری کتاب میں نبوت کی بحث میں یہ الفاظ مل گئے تھے "حضرت مرزا صاحب کا تادم وصال یہی مذہب ہے کہ نہ وہ نبی تھے نہ نبی کہلا سکتے تھے۔" اور ہمچو قسم دیگر الفاظ۔ تو ص۱۸ پر یہ الفاظ بھی مل جانے چاہئیں تھے۔ "یہ بحث ہوتے ہوئے یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ صرف علماء کی لفظی بحث ہے۔ اگر اس کے نتیجہ میں ان حقوق یا تعلقات پر اثر نہ پڑے جو مسلم کے مسلم پر ہیں" گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوزیشن ہر حالت میں وہی ہے۔ اس میں دونوں جماعتوں کے نظریہ میں کوئی فرق میں نے تسلیم نہیں کیا۔ "مسلم کے مسلم پر حقوق کیا ہیں" یہاں سے کفر و اسلام کا مسئلہ چلتا ہے۔ اور کفر و اسلام کی بحث میں آخری نتیجہ اسی کتاب کے ص۸۵ پر ان الفاظ میں بھی مل جانا چاہیئے تھا۔ "درحقیقت تکفیر کی اہمیت انہی نتائج سے ہے" (یعنی امامت۔ نکاح اور جنازہ کے جائز یا ناجائز ہونے سے) "اگر یہ نتائج پیدا نہ ہوں۔ تو لفظ تکفیر شاید اتنے تنازعہ کا محل نہ بنے"۔ گویا میں نے الفاظ کو کبھی یہ اہمیت نہیں دی کہ ان میں الجھا جائے۔

اس کے ساتھ ہی میں آپ سے شہادت طلب کرتا ہوں۔ اور امید ہے کہ آپ یہ شہادت دیں گے۔ کہ (۱) میں نے ہمیشہ ان دوستوں اور بزرگوں کی جنہوں نے غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھیں اس معاملہ میں مخالفت کی۔ اس بناء پر کہ امام وقت نے اس معاملہ میں شدید شرائط رکھی ہیں (یعنی مکفّر کی تکفیر کرنا) جو آج تک کسی نے پوری نہیں کی۔ اور اس کے بغیر کسی کے پیچھے نماز کو میں نے ناجائز اور امام وقت کی نافرمانی سمجھا ہے۔ کسی چیز میں جواز کا ہونا اور بات ہے۔ مگر دستور العمل بنانا اور بات ہے۔ (۲) مسلمانوں کی تکفیر کے غرور پر قادیانیوں پر تعزیری تکفیر کا فتوےٰ اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے فتوے کی میں نے ہمیشہ مخالفت کی۔ اور اس پر کبھی عمل نہیں کیا۔ میں نے عقیدہ کے بارے میں کثرت رائے کی پیروی کے اصول کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اور میں ہمیشہ قادیانیوں کے ساتھ حسب موقعہ نمازیں پڑھتا رہا ہوں۔ اور یہ امر میری کتاب تحقیق حق کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

[1] مضمون میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی۔ (ایڈیٹر)

(۳) آپ یہ بھی شہادت دیں گے۔ کہ میں ہمیشہ دونوں جماعتوں میں صلح اور اشاعت اسلام میں تعاون کا حامی رہا ہوں۔ اور تفرقہ اور باہمی کشمکش کی مخالفت کرتا رہا ہوں۔ اور اس بناء پر اکثر جماعت کے اکابر کی طرف سے یہ الفاظ استعمال ہوتے رہے ہیں۔ کہ میں اختلافات کو مناسب اہمیت نہیں دیتا۔ غرض کہ یہ اہم اختلافات مجھے جماعت لاہور ہمیشہ سے رہے ہیں۔ مگر ان اختلافات کے باوجود جماعت لاہور کے ساتھ رہا۔ اور اس کو تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے خلاف نہیں سمجھا۔ کیونکہ کسی جماعت کے اندر شامل رہنے سے اس کے تمام عقائد اور گناہ و ثواب کے ساتھ تعاون لازم نہیں آتا۔ اگرچہ ایک غلط اصول آپ نے اب مجھ پر چسپاں فرما دیا ہے۔ پھر بھی میں زیادہ وضاحت کے لئے تعاون علی الاثم والعدوان کے دو پہلو پیش کرتا ہوں۔ کہ جماعت قادیان کے ساتھ رہنے میں کتاب تحقیق حق کی روشنی میں کس اثم و عدوان کا تعاون ہوتا ہے۔ اور لاہور کی جماعت میں شامل ہو کر کس اثم و عدوان کا۔

کتاب "تحقیق حق" کی روشنی میں جماعت قادیان

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی و ظلی نبی مانتے ہوئے لفظ نبی کا استعمال۔ جس کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والوں کے متعلق کفر کا استدلال ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب نہ ماننے والوں کو کافر قرار دینا۔ اس تشریح کے ساتھ۔ کہ سیاسی لحاظ سے سب کلمہ گوؤں کو مسلمان جانتے ہیں۔ اس لئے جو اپنے آپ کو مسلمان کہے اسے کافر کہتے نہیں۔ بالمقابل عقیدہ جماعت لاہور کہ یہ نہ ماننے والے فرمان رسول کے منکر کافر ہیں۔ مگر فرمان کے منکر پر کفر کا فتوٰی نہیں لگ سکتا۔

(۳) غیر احمدی کی امامت میں نماز ناجائز قرار دینا۔

(۴) غیر احمدی لڑکے سے احمدی لڑکی کا نکاح ناجائز قرار دینا۔

(۵) غیر احمدی کا جنازہ ناجائز قرار دینا لیکن جماعت میں شمولیت کیلئے یہ عقائد رکھنا ضروری نہیں ہر فرد عقیدہ سمجھ کے مطابق الگ رکھ سکتا ہے۔

جماعت لاہور کا اثم وعدوان

(۱) اختلاف کی مستقل بنیاد تفرقہ بن جانا اور فرقہ سازی کا دروازہ احمدیت میں کھلنا۔

(۲) مسلمانوں کی کثرت میں مدغم ہو جانے کی روش خلاف حکم مسیح موعود۔

(۳) حضرت مسیح موعودؑ جو حکم و عدل ہیں۔ اُن پر خود حکم بننے کی کوشش اور نافرمانی۔

(۴) اپنی ترقی کے لئے دوسروں کی تحقیر و بدگوئی کو شعار بنانا اور دوسرے کی بدشہرت سے اپنا نفع حاصل کرنا۔

(۵) بدزبانی کرنے والوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے کھلی دشمنی رکھنے والوں کی امداد اور ان کو پناہ دینا۔

جہاں تک جماعت قادیان سے متعلقہ امور کا سوال ہے۔ امر نمبر (۱) عملاً سوائے نتیجہ نمبر (۲) پیدا کرنے کے اور کوئی اختلافی حیثیت نہیں رکھتا۔

امر ۲ میں دونوں جماعتوں کے الفاظ کے ہیر پھیر ہیں مفہوم ایک ہی ہے۔ سوائے نتائج امور مندرجہ نمبر ۳ و ۴ و ۵ کے پیدا ہونے کے۔ اس کے تین پہلو ہیں۔ (۱) ہر سہ امور کے متعلق فتوٰی شرعاً ناجائز ہونے کا (۲) فتوٰی ناجائز نہ ہوتے ہوئے بھی عملاً ناجائز کے برابر قرار دینا۔ (۳) جائز جاننا اور اس پر عمل پیرا ہونا۔

ظاہر ہے کہ پہلی دو صورتوں کا عقیدہ رکھنے والے تو باہمی زیادہ تعاون رکھ سکتے ہیں۔ مگر تیسری صورت کا عقیدہ رکھنے والے اور عمل کرنے والے کے لئے تعاون ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

ان ہر دو جانب کے امور کو کہاں تک برّ یا اثم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا معیار کیا ہوگا۔ اس موقعہ پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے کبھی علمی کمال کا یا غلطی سے بری ہونے کا دعوٰی نہیں کیا۔ میرا مبلغ علم صرف اس قدر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی لاانتہا، برکات و صلوات ہوں میرے والد محترم سید خصیلت علی شاہ صاحب کی روح پر جنہوں نے بچپن میں مجھے قرآن پڑھایا۔ اور اس کی تلاوت کی مداومت کی راہ پر ڈالا۔ اس کے بعد لاکھوں برکتیں ہوں میرے نانا حکیم میر حسام الدین صاحب اور میرے چچا سید امیر علی شاہ صاحب کی ارواح پر جنہوں نے میری تعلیم کے لئے قادیان کی روح پرور جگہ تجویز فرمائی۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت۔ صحبت اور حضرت مولانا نور الدین صاحب کے درس قرآن اور قادیان کی فضا سے علم دین اور قرآن کریم کو سمجھنے کے طریق پر راہبری ہوئی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حسب موقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب نظر سے گذرتی رہیں۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے کچھ عرصہ بعد علائق دنیاوی میں پھنس گیا۔ وہ چیز جو قرآن کے بعد مذہب کو سمجھنے کے لئے لازمی ہے۔ یعنی حدیث۔ وہ چند سبق سے زیادہ پڑھنی باقاعدہ نصیب نہ ہوئی۔

پھر حمد و ثناء ہے۔ اس رب العزت کے لئے جس نے ملازمت سے فارغ ہونے کی اصل میعاد سے کافی عرصہ پہلے مجھے عارضی طور پر آنکھوں کے نور سے محروم کر دیا۔ (بوجہ بیماری موتیا بند) اور اس طرح مجھے خالص شکم پُری کے لئے مشقت سے چھوڑا دیا۔ اور خود میری روزی کا بھی کفیل بنا رہا۔ اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد میری آنکھوں کا نور مجھے واپس دے دیا۔ اور اللہ تعالےٰ بہت بہت برکتیں دے۔ میرے محب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو ان کے دین اور اولاد میں جن کی بے غرض محبت و اخلاص و اخوت اور علم سرجری کو اُس نے اس نور کی واپسی کے وسائل میں سے بنایا۔ جس کے بعد مجھے حدیث میں عبور (اگر عبور مجموعہ احادیث میں سے حسب استطاعت سمجھ کر ایک نظر گذر جانے کا نام ہے) کی نعمت نصیب ہوئی۔ ایک چیز جس کا احساس مَیں فطری طور پر پہلے بھی رکھتا تھا۔ بذریعہ علم اسکی بصیرت نصیب ہوئی۔ کہ میرا اختلاف علیحدگی کی وجہ نہیں بن سکتا۔ نظام کی طرف سے ظلم بھی نظام کو توڑنے کی وجہ نہیں بن سکتا۔ امیر کی کمزوریاں بھی نظام کی اطاعت سے انحراف کا باعث نہیں بن سکتیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس قول کا جواب کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو بحیثیت مسلمان کافر کہنے والے کو کافر قرار دیا۔ تو کیا وجہ ہے کہ قادیان والے باقی مسلمانوں کو کافر کہنے کے سبب کافر نہ ہوں۔ گو میری فطرت نے اس دلیل کو پہلے بھی قبول نہیں کیا تھا۔ مندرجہ بالا امور کے متعلق احادیث بکثرت ہیں۔ صرف ایک حدیث پر اکتفاء کرتا ہوں۔ جو سب امور کی جامع ہے۔

طوالت سے بچنے کے لئے صرف ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔

"حذیفہ رضؓ سے روایت ہے۔ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے "خیر" کے متعلق سوال کیا کرتے تھے اور میں آپ سے "شر" کے متعلق پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے نہ آلیوے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور شر میں تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ خیر بخشی۔ کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہوگا؟ فرمایا "ہاں" میں نے کہا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگا؟ فرمایا "ہاں"۔ اس میں دخن ہوگا (کھوٹ یا ملاوٹ) میں نے کہا وہ دخن کیا ہوگا؟ فرمایا ایک قوم ہوگی میری سنت کے بغیر سنت پکڑیگی۔ اور میری ہدایت کے بغیر (یعنی خلاف) ہدایت دیں گے۔ تو ان میں بھلی باتیں بھی پائے گا۔ اور بُری (منکر) بھی۔ میں نے کہا۔ کہ اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہوگا۔ فرمایا "ہاں" جہنم کے دروازے پر پکارنے والے ہونگے جو کوئی اس آواز پر جائے گا۔ اس کو اُس کے اندر ڈال دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ان کے اوصاف ہم کو بتائیے۔ فرمایا وہ ہم میں سے ہی ہونگے۔ ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے کہا۔ کہ اگر مجھے یہ حالت پیش آجائے۔ تو آپ مجھے کیا کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا جماعت المسلمین اور اُن کے امام کے ساتھ لگا رہنا (استلزم) میں نے عرض کیا۔ اگر مسلمین کی جماعت بھی نہ ہو۔ اور امام بھی نہ ہو۔ فرمایا۔ تو تُو ان تمام فرقوں کو بالکل چھوڑ دے۔ (فاعتزل) اور اگرچہ تو اصل درخت سے ہی کٹ جائے۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں تجھے موت آجائے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ فرمایا:۔

میرے بعد ایسے ائمہ ہوں گے۔ جو میری ہدایت سے ہدایت نہیں پکڑیں گے اور میری سنت سے سنت نہیں پکڑیں گے۔ اور ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ کہ گویا انسانی جسم میں ان کے قلوب شیاطین کے قلوب ہوں گے۔ حذیفہ رضؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر مَیں یہ حالت پاؤں تو کیا کروں۔ فرمایا۔ امیر کا حکم سُن اور اُس کی اطاعت کر۔ اور اگر تیری پیٹھ پر مار ماری جائے۔ اور تیرا مال لے لیا جائے۔ پھر بھی سُن اور اطاعت کر"۔

اب اس سے دو نتائج واضح طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) کسی حال میں کسی نقص یا خلاف سنت و ہدایت احکام کے عذر پر بھی جماعت میں تفرقہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ ہاں یہ استنباط ہوتا ہے۔ کہ غلطی کو غلطی کہے۔ حق کہنے پر ظلم برداشت کر لو۔ مگر جماعت کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔ اطاعت امیر و استلزام بالجماعت لازمی ہے۔ (۲) جب کوئی جماعت اور امام نہ رہے مسلمانوں پر ایسا وقت آجائے۔ تو سب سے بکلی الگ ہو جاؤ۔ گویا اصل درخت سے بالکل کٹ جاؤ۔

حضرت مولانا۔ اب اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کو لیجئے۔ کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا"۔

اب خدا کے لئے فرما دیجئے۔ کہ ان امور کو ناجائز کہکر ان سے منع کرنے والے رسول اور امام وقت کے حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہیں۔ یا "سب کلمہ گو مسلمان ہیں" کی آڑ لیکر سنیوں۔ شیعوں اور ہر خیال کے لوگوں کو لڑکیاں دینے والے اور شیعہ سُنی یہاں تک کہ احمدی ہو کر پھر احمدیت سے مُرتد ہونے والوں کے پیچھے بھی نمازیں پڑھ لینے والے اثم و عدوان کے زیادہ قریب ہیں۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا ہوا وہ زمانہ آگیا۔ کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام نہ رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے وجود میں پھر امام کھڑا کیا۔ ایک جماعت بنائی۔ اور آگے سلسلہ چلایا۔ اب اسی فرمانِ رسول کے مطابق کیا اس جماعت اور امیر کے ساتھ استلزام ضروری نہیں۔ کیا پھر یہ حکم اس جماعت پر حاوی نہ ہوگا۔ کہ خلافِ سنّت و ہدایت افعال پر بھی ہم جماعت کو ٹکڑے نہیں کر سکتے۔ خواہ ان میں سے بعض سے کیسے ہی افعال بھی سرزد ہوں۔ مگر کن چھوٹے چھوٹے اختلافات لفظی پر یا دوسروں کی خاطر جن سے علیحدگی کا حکم ہے۔ آپس میں تفرقہ کی ابدی بنیادیں قائم کی جا رہی ہیں؟ فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فی ما شجر بینھم۔ ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت و یسلموا تسلیماً۔ کا تقاضا کیا یہی ہے۔ کہ ہم فرمانِ رسول کو سُنکر اس کو ایک حدیث کہکر ٹال دیں؟

میں ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ میری اس گذارش کی روشنی میں میری تحریر کو جس پر جناب نے تبصرہ فرمایا۔ پھر ملاحظہ فرمائیں۔ اور مَیں ایک ہی بات پھر عرض کرونگا۔

"ز فکرِ تفرقہ باز آ باآشتی پرداز"

محترم قادری صاحب کا بغداد کا خط جناب کی معرفت ملا۔ مَیں نے غور سے پڑھا۔ اور جناب قادری صاحب کے حکم کی تعمیل میں واقعی صفحہ ۱۱۳ سے ۱۴۲ تک اس کتاب کا میں نے پڑھا۔ جو فقرہ جناب قادری صاحب نے خاص طور پر لکھا ہے۔ وہ میرے لئے اب بھی درست ہے۔ مَیں کسی کی اندھی تقلید محض حُسنِ ظن پر اب بھی معصیت جانتا ہوں۔ اور اسے "ارباباً من دُون اللہ" سمجھتا ہوں۔ مگر اس کا یہ مفہوم تو نہیں۔ کہ ہر اختلاف پر نظام و جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

باقی ان اوراق میں خلافت اور وصیت کی بحث ہے۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں مَیں نے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں لکھا تھا۔ کہ مَیں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب سے درس قرآن میں اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے۔ جو ملکہ سبا کے واقعہ میں ہے۔ نحن اولوا قوۃٍ و اولوا بأسٍ شدید والامر الیک فانظری ماذا تامرین۔ فرمایا۔ اسلامی شوریٰ یہی ہے۔ امیر مشورہ مانگے۔ مشیر مشورہ دیں۔ پھر امیر کا اختیار ہے۔ جس مشورے کو چاہے قبول کرے۔ یا نہ کرے۔ اور خلافتِ راشدہ سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ زکوٰۃ کے لئے جنگ نہ کرنے کا متفقہ مشورہ حضرت ابوبکر رضؓ نے قبول نہ فرمایا۔ یہ پہلا واقعہ بعد وفات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ میری اس گذارش پر جناب مولانا صاحب نے فرمایا۔ کہ انہوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ سے ایسا نہیں سنا۔ اور حضرت مسیح موعود کی تحریر جسکو میگنا چارٹا کہتے ہیں۔ اس کا حوالہ دیا۔ (یہ خط و کتابت میرے پاس محفوظ ہے۔) مَیں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور یہی چیز میں نے کتاب میں لکھدی۔ لیکن جب توجہ حدیث نبویؐ نے اسطرف پھیری۔ کہ ہم جماعت کو ٹکڑے شرعاً کس بناء پر کر سکتے ہیں۔ تو نظام کی تشکیل بھی اس معیار سے گر گئی۔ کیونکہ جہاں ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معاویہ رضؓ کو باغی اور طاغی تحریر فرمایا ہے۔ وہیں رضی اللہ عنہ بھی کہا۔ اور حضرت امام حسین رضؓ نے اتحاد کی خاطر معاویہ رضؓ کی ملوکیت کے مقابلہ میں بھی خلافت سے دست برداری دے دی۔ نظام میں تبدیلی حالات و واقعات کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور پھر اس تحریر کو جو مَیں نے اسی جذبہ میں "وصیت کے الفاظ سے تعبیر کیا"۔ وہ پردہ بھی اُٹھ گیا۔ کیونکہ اسکے پہلے لفظ ہیں "میری تو یہی رائے ہے"۔ مگر رائے تو وصیت نہیں ہوتی۔ اور رائے سے اختلاف معصیت نہیں۔ گو قادیان میں اسے مختص الامر بتایا جاتا ہے۔ مگر مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ مَیں نے بارہا گذارش کی۔ اور کئی سال تک کی۔ کہ جماعتوں میں اتحاد اور تعاون کے پہلو کو مقدم رکھیں۔ ایکدوسرے کے نقائص تلاش کرنے میں زندگی نہیں۔ اگر جماعت کسی طرح ایک ہو جائے۔ تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں۔

لیکن اگر تشکیل نظام میں اختلاف نہ ہی چھوڑا جا سکتا ہو۔ تو محبت و اخوت سے اشاعت اسلام میں تعاون کی راہ نکالیں۔ عقائد کا اختلاف اپنی اپنی جگہ پر ہے۔ مگر جب یہ دیکھا۔ کہ تفرقہ اور بدگوئی اور عیب گیری اب جماعت کے پروگرام کا جزو لاینفک ہو گیا ہے۔ یہانتک کہ دو جماعتوں کے کوئی دو افراد غیرت کا تقاضا سامنے رکھتے ہوئے اپنے لٹریچر کی روشنی میں ایک جگہ بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ تو جو جماعت اس کو ترک کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوئی۔ اِس سے علیحدگی کے سوا چارہ نہیں پایا۔

حضرت امام جماعت قادیان نے تو صاف فرمایا۔ کہ "عقائد تو کوئی کسی کے لئے تبدیل نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ باہمی تعاون کے لئے جو شرائط لکھدیں۔ میں دستخط کر دُونگا"۔ مگر اس کو چالبازی کہکر ہنسی اڑا دی گئی۔

آپ نے فرمایا ہے کہ قادیانی جماعت میں میری شمولیت کے وجوہ میری کتاب پر پانی پھیرنے والے ہیں۔ حالانکہ ان وجوہ میں سے ایک کا بھی اس کتاب کے موضوع سے تعلق نہیں۔ آپ میرے لئے درد رکھتے ہیں۔ مَیں مشکور ہوں۔ مَیں بھی یہ درد رکھتا ہوں۔ ہم ملنا چاہتے ہیں یہ خواہش مجھے بھی ہے۔ لیکن کہاں ملنا چاہیئے۔ نفرت۔ حرف گیری۔ تفرقہ کے گڑھے کے اوپر ایک جانب کھڑے ہو کر یا فرمان رسول و امام کے مطابق محبت۔ آشتی۔ صلح اور اخوت کے مشترکہ پلیٹ فارم پر۔ کس کی آواز پر دوسرے کو لبیک کہنا چاہیئے۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔ ربنا لا تجعل فی قلوبنا غلۃ للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔ اٰمین۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۱۲ جولائی - نارمنڈی میں کان کے مشرق میں اتحادیوں نے ایک نیا حملہ شروع کیا ہے۔ اور لائیے کے جنوب میں دشمن کو برابر پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ کروناں کے جنوب مغرب کی طرف گھیرا ڈال رہے ہیں۔ کان کے شمال مغرب میں دو میل کے فاصلہ پر اتحادی فوج کل ایک اور شہر میں داخل ہو گئی تھی۔ مگر پھر اس کی بیرونی بستیوں میں واپس آ گئی۔ اتحادی ہوائی جہازوں نے کل فرانس میں دو بار اڑن بموں کے اڈوں پر بمباری کی۔

لنڈن ۱۲ جولائی - روسی فوج اب لتھیویا میں داخل ہو چکی ہے۔ وہ ولنا کو ایک طرف چھوڑ کر آگے بڑھ چکی ہے۔ اور ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے۔ جو پرشیا کی سرحد سے ۸۷ میل دور ہے۔ ولنا کی جرمن فوج کئی حصوں میں بٹ چکی ہے۔ اور روسی اس کا صفایا کر رہے ہیں۔ روسی فوج ایک طرف سے پولینڈ کے دار السلطنت وارسا پر بھی بڑھ رہی ہے۔

لنڈن ۱۲ جولائی - اٹلی میں پانچویں فوج کنارے کے ساتھ لیگ ہارن پر بڑھ رہی ہے۔ دشمن سخت مقابلہ کر رہا ہے۔ انکونا کے گرد بھی اتحادی فوج کا گھیرا روز بروز تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

واشنگٹن ۱۲ جولائی - سائیپان میں بچے کھچے جاپانیوں کا صفایا کیا جا رہا ہے۔ جو ٹوٹے پھوٹے پہاڑوں میں کہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ سائیپان کے ہوائی اڈوں سے کام لینا شروع کر دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۲ جولائی - پریذیڈنٹ روزویلٹ نے ایک نمائندہ سے کہا۔ کہ اگر مجھے پریذیڈنٹ شپ کے لئے نامزد کیا گیا تو میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے اگر اس خدمت کو جاری رکھنے کا حکم ملا۔ تو میں انکار ہرگز نہیں کرونگا کیونکہ سپاہی کا کوئی حق نہیں۔ کہ جس مورچہ پر اسے کھڑا کیا جائے۔ وہاں سے ہٹ جائے۔

کانڈی ۱۲ جولائی - برما کی سرحد پر اتحادی فوج اکھرول سے نو میل پر ایک گاؤں میں داخل ہو چکی ہے۔ جہاں سے دشمن بغیر مقابلہ کئے ہٹ گیا۔ کیمانگ روڈ پر اب چینی فوج ساڑھے چار میل آگے بڑھ چکی ہے۔ اور دوسرے چینی دستہ سے صرف ۵½ میل دور ہے۔

واشنگٹن ۱۲ جولائی - امریکہ کے نائب صدر مسٹر ولیس نے چین سے واپسی پر کل مسٹر روزویلٹ سے دو گھنٹہ تک بات چیت کی۔ آپ نے چین کی حالت کو نہایت نازک بتایا ہے۔

لنڈن ۱۲ جولائی - اتحادی سپریم ہیڈ کوارٹر نے اعلان کیا ہے۔ کہ جرمنوں نے ہول گیٹ کے مقام پر بند کو توڑ کر سمندر کا پانی چھوڑ دیا۔ اور اس طرح نارمنڈی کو سیلاب زدہ کر دیا ہے۔ ہول گیٹ دریائے اوڈوں کے دہانہ سے صرف چند میل شمال مشرق میں ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ دریائے اوڈوں کے پار اتحادی فوج کی پیش قدمی کیوجہ سے مارشل رومیل کی دفاعی لائن کے لئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

لاہور ۱۲ جولائی - کہا جاتا ہے۔ کہ احراری ایک روزانہ اخبار جاری کرنیوالے ہیں۔ کاغذ کے کوٹہ کے لئے درخواست دیدی گئی ہے۔

سرینگر ۱۲ جولائی - ایک اخباری نمائندہ نے مسٹر جناح سے کہا۔ کہ مسٹر راجگوپال اچاریہ کے ساتھ خط و کتابت کے متعلق آپ اپنے رویہ کی وضاحت کریں۔ آپ نے کہا۔ میں سر دست اس بارہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر جناح ۲۸ جولائی کو لاہور آ رہے ہیں۔

لنڈن ۱۲ جولائی - گورنر ٹوکیو نے ایک بیان میں کہا کہ ہوائی حملوں کی صورت میں شہریوں کے لئے پناہ گاہیں تیار کر لی گئی ہیں۔ بلکہ شہر کو خالی کرنے کا انتظام بھی کر لیا گیا ہے۔ تمام اندرونی ذمہ داریاں صوبوں کو سونپ دی گئی ہیں۔ اور قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ جاپانی گورنمنٹ اور شاہ جاپان منچوریا چلے جائیں گے۔

سٹاک ہالم ۱۲ جولائی - روسی فوجوں کی برق رفتار پیشقدمی کے پیش نظر جرمن بڑی تیزی کے ساتھ مشرقی پرشیا کا علاقہ خالی کر رہے ہیں۔ انہیں حکم ہے کہ تمام کام کی اشیاء کو آگ لگا کر تباہ کر دیں۔ جیسا کہ روسی کسی علاقہ کو خالی کرتے وقت کرتے تھے۔

لنڈن ۱۲ جولائی - سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ نارمنڈی کے سارے محاذ پر اتحادی فوجیں برابر بڑھ رہی ہیں۔ کچھ علاقوں میں چھوٹی چھوٹی کامیابیاں بھی ہمیں حاصل ہوئی ہیں۔ دشمن کے کئی سخت جوابی حملے روک لئے گئے۔ کان کے محاذ پر کل رات کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ مگر ہمارے سپاہی تا حال دریائے اوڈن تک نہیں پہنچ سکے۔ کان کے شمال مشرق کیطرف فیکٹریوں کے علاقہ میں جرمن ابھی تک سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور پاؤں جمائے ہوئے ہیں۔ انہیں ہمارے مقابلہ کے لئے ریزرو فوجیں لانے میں مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ جرمن بڑی توپیں اب زیادہ گولے نہیں برساتیں۔ زیادہ تر چھوٹی توپوں اور مشین گنوں سے دشمن کام لے رہا ہے اس سے ظاہر ہے۔ کہ شیربورگ کے نچلے حصہ میں جرمن پیچھے ہٹ رہے ہیں سانگ لو کے شہر کے پاس بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ہم نے اس علاقہ میں مضبوطی سے پاؤں جما لئے ہیں۔

لنڈن ۱۲ جولائی - روسی فوجیں مشرقی پرشیا کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ اس محاذ پر جرمن اب بہت سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور ریزرو پر ریزرو دستے میدان میں لا رہے ہیں۔

کانڈی ۱۲ جولائی - اکھرول سے جنوب مغرب میں چیپو کے مقام پر بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ جہاں چھ سو جاپانی بچ نکل جانے کے لئے پورا زور لگا رہے تھے۔ کافی جانی نقصان ہوا۔ اب تک ۱۴۰ جاپانی لاشیں مل چکی ہیں۔ دشمن کے بچ نکلنے کے دونوں راستے کاٹ دیئے گئے ہیں۔ کیمانگ